عہدِ جاہلیت میں عرب میں دختر کشی: ایک تاریخی جائزہ

A Study of Daughter killing in Arabia in Pre-Islamic Era

*Ulfat Haider Kharani
** Muhammad Rashid
*** Dr. Naseem Akhter

Abstract

The age of ignorance refers to the time before the revelation of the Prophet. *Qais bin Asim* was the founder of female genital mutilation in the pre-Islamic era. He belonged to *Banu Tamim*, He converted to Islam in 9 AH and died in Basra in 50 AH. Among the factors that led the Arabs to kill girls: national pride, girls with special qualities, honor and respect, fear of being imprisoned and poverty are top notch. It is not correct to say that all Arabs buried their daughters alive, but the historical fact is that: It was common in some tribes, and it was short-lived where there were murderers, there was no shortage of people who spent a lot of money to protect the lives of girls. Among such people, the names of *Sassah bin Najia* and *Zaid bin Amr bin Nafil* are prominent.

Key Words: *Banu Tamim, Days of Ignorance, Kill girls, Arab, Islamic Teachings*

تمہید

عہدِ جاہلیت سے مراد ہے بعثتِ نبوی سے پہلے والا زمانہ۔ عہدِ جاہلیت میں دختر کشی کا بانی قیس بن عاصم ہے۔ اس کا تعلق بنو تمیم سے تھا، 9ھ میں مسلمان ہوا اور 50ھ میں بصرہ میں انتقال کر گئے۔ عرب جن عوامل کی بناء پر بچیوں کو زندہ دفن کرتے تھے، ان میں: 1۔ قومی غیرت وحمیت۔ 2۔ مخصوص صفات کی حامل بچیاں 3۔ عزت واحترام۔ 4۔ باندی بنانے

* Junior Arabic Teacher Government Middle School Kotan, Khara
* Lecturer in Islamic Studies, University of Balochistan, Quett
***Assistant Professor, Dept of Islamic Studies, Shaheed Benazir Bhutto Women University Peshawar

کا خوف ۔5۔ غربت وافلاس، سرفہرست ہیں۔ یہ کہنا درست نہیں کہ سب عرب اپنی بچیوں کو زندہ در گور کرتے تھے ،بلکہ تاریخی حقیقت یہ ہے کہ یہ: کچھ قبائل میں رائج تھا، اور مختصر مدت کے لیے تھا جہاں قتل کرنے والے تھے، وہیں ایسے افراد کی بھی کمی نہیں تھی جو زرِ کثیر خرچ کرکے بچیوں کی زندگی کو تحفظ فراہم کرتے تھے۔ ایسے افراد میں صعصہ بن ناجیہ اور زید بن عمرو بن نفیل کا نام نمایاں ہے۔ زمانہ جاہلیت میں عورت کے مقام و مرتبہ کا تصور محال تھا، اس کو ذلت و حقارت کی نظر دیکھا جاتا تھا، زمانہ جاہلیت میں عورت صرف مرد کے نفسانی خواہشات کا سامان سمجھا جاتا تھا، لڑکیوں کی پیدائش کی نحوست سمجھی جاتی تھی اور اس کو باعثِ عار سمجھ کر اس سے ناخوشگواری کا اظہار کیا جاتا تھا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَى ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ، يَتَوَارَى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَى هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ [1]

جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی پیدائش کی خبر دی جاتی ہے، تو اس کے چہرے کا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ اسے بہت برا خیال کرتا ہے، اس کی وجہ سے دوسروں کے سامنے آنے سے شرم محسوس کرتا ہے۔ اور سوچتا ہے کہ میں ذلت برداشت کرتے ہوئے اس کو زندہ باقی رہنے دوں یا زمین دبالوں؟ خبر دار !وہ بہت برا فیصلہ ہے جو وہ کرتے ہیں۔

غرضیکہ زمانہ جاہلیت میں بنتِ حوا پر جو ظلم روا رکھے جاتے تھے، ان میں سے ایک اہم اور سنگین ظلم دختر کشی کا تھا۔ عہدِ جاہلیت میں لڑکیوں کو کیوں زندہ در گور کیا جاتا تھا، اَیا اس رسمِ بد کے پیچھے کوئی خاص پس منظر تھا، یا ایسے ہی لڑکیوں کو زندہ دو گور کیا جاتا تھا۔ آیئے اس کا جائزہ لیتے ہیں۔

جاہلیت کا لغوی مفہوم

جہل کے لغوی معنی بے علمی، بے دینی اور نادانی کے ہیں جیسا کہ عمرو بن کلثوم کے اس شعر میں ہے:

اَلا لا یجھلن احد علینا ، فنجھل فوق جھل الجاھلینا۔

خبر دار! ہم پر کوئی جہالت کا مظاہرہ نہ کرے، ورنہ ہم جاہلوں کی جہالت سے بڑھ کر جہالت کا مظاہرہ کریں گے۔

جبکہ جاہلیت مصدر صناعی ہے اور جاہل کی طرف منسوب ہے۔ جاھلیت سے مراد جہل کی حالت یا صفت ہے۔ جاہلیۃ کا لفظ قرآن مجید میں چار جگہ استعمال ہوا ہے:

يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ[2]، أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ[3]،وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الأُولَى[4] ،إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ[5].

سنت میں لفظِ جاہلیت کئی مقامات میں استعمال ہوا ہے، مثال کے طور پر یہ احادیث ملاحظہ ہوں:«يَا أَبَا ذَرٍّ إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ»[6] اے ابو ذر! آپ میں جاہلیت کی خصلت پائی جاتی ہے۔ "كان النكاح في الجاهلية على أربعة

أنحاء"[7] عہدِ جاہلیت میں نکاح کے چار طریقے رائج تھے۔ یہاں جاہلیت سے مراد جاہلی عادت، جاہلی حالت، جاہلی صفت ہے۔[8]

عہدِ جاہلیت کا اصطلاحی معنی

اصطلاح میں عہدِ جاہلیت کے مصداق میں مؤرخین کا اختلاف ہے، اس کے مصداق کے بارے میں مختلف اقوال منقول ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں:

- عہدِ جاہلیت سے مراد وہ زمانہ ہے جس میں جاہلوں کی کثرت تھی، اور یہ زمانہ اسلام سے پہلے کا ہے۔
- جاہلیت کا زمانہ فطرت کا زمانہ ہے یعنی دو نبیوں کا درمیانی عرصہ۔
- مطلق زمانہ کفر۔
- کبھی اس کا اطلاق فتح مکہ سے پہلے کے زمانہ پر ہوتا ہے۔
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور ولادت کے درمیانی عرصے۔
- ابن خالویہ فرماتے ہیں کہ اسلام میں زمانہ جاہلیت سے مراد بعثت نبوی سے پہلے والا زمانہ ہے۔[9]

لیکن عام طور پر جب عہدِ جاہلیت بولا جاتا ہے تو اس سے مراد اسلام سے پہلے کا عہد ہوتا ہے اور یہی راجح ہے۔

دختر کشی کا تاریخی پس منظر

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ دختر کشی کا آغاز بنو اسد کے امراء سے ہوا اور ان کے دیکھا دیکھی یہ رسم دوسرے قبائل میں بھی پھیلی۔ وہ پہلا شخص جس نے لڑکی کو زندہ در گور کیا، اس کا نام قیس بن عاصم تھا۔ اس کی وجہ یہ بنی کہ بنو تمیم پر حاکم وقت کی طرف سے خراج عائد کیا گیا جو انہوں نے ادا نہیں کیا۔ حاکمِ وقت نعمان بن منذر نے قبیلہ بنی تمیم کی آل اولاد کو قید کیا۔ آخر کار حاکم وقت اور بنو تمیم میں مصالحت ہوئی۔ اس دورانیہ میں چونکہ بنو تمیم کی کئی عورتوں نے یہاں شادی کی تھی، اس لیے عورتوں کے بارے میں یہ فیصلہ ہوا کہ ان کو اختیار ہے چاہیں تو اپنے شوہر کے پاس یہیں رہیں، چاہیں تو اپنے والدین کے ساتھ جائیں۔ بنو تمیم کی عورتوں نے اس اختیار کئی طرح سے استعمال کیا، ان عورتوں میں سے ایک قیس بن عاصم کی بیٹی تھی جس نے اپنے اختیار کو استعمال کرتے ہوئے اپنے شوہر کے پاس رہنے کو ترجیح دی اور قیس کے ساتھ نہیں گئی۔ اس پر قیس نے طیش میں آکر یہ عہد کر لیا کہ اس کے یہاں جو بھی بچی پیدا ہوگی، وہ اسے زندہ در گور کرے گا۔ چنانچہ اس نے دس سے زیادہ بچیوں کو زندہ در گور کیا۔[10] قرآن میں زندہ دفن کی ہوئی لڑکی کے لیے موؤدۃ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔، چنانچہ سورہ تکویر میں ہے: وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ ، بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ[11] "اور جب زندہ در گور کی ہوئی بچی سے پوچھا جائے کہ وہ کس جرم کی بنیاد پر قتل کی گئی۔"

موؤدۃ واد سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں: بوجھ۔ گویا اسے موؤدۃ کہا گیا کہ کہ لڑکی پر مٹی کا بوجھ کا ڈال دیا جاتا تھا تا آنکہ وہ مر جاتی۔ زندہ در گور کرنے والے کو وائد، زندہ در گور کی ہوئی لڑکی کو وئید، وئیدۃ، موؤدۃ کہا جاتا ہے۔[12]

بچیوں کو زندہ در گور کرنے کے عوامل

اس انسانیت سوز رسم بد کے پیچھے عوامل کیا کیا تھے، عرب کیونکر اس جیسے قبیح و شنیع فعل کا ارتکاب کرتے تھے؟ یقیناً اس کی کچھ معاشرتی، نفسیاتی اور معاشی بنیادیں تھیں جنھوں نے عرب کو اس مذموم حرکت پر ابھارا تھا۔ عہدِ جاہلیت کی تاریخ

کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب مختلف وجوہات اور عوامل کی بنیاد پر لڑکیوں کو زندہ در گور کیا کرتے تھے جن میں سے چیدہ چیدہ وجوہات یہ ہیں:

1-غیرت وحمیت

کچھ عرب غیرت وحمیت کی وجہ سے لڑکیوں کو زندہ در گور کیا کرتے تھے جیسا کہ قیس بن عاصم کے بارے میں آتا ہے جب اس کی بیٹی نے باپ پر اپنے قید کرنے والے کو ترجیح دی تو قیس نے قسم کھائی کہ اس کے ہاں جو بھی لڑکی پیدا ہو گی ،،وہ اسے زندہ در گور کرے گا، چنانچہ اس نے دس سے زائد بچیوں کو زندہ در گور کیا۔[13]

2- مخصوص صفات

بعض عرب وہ تھے جو صرف ان بچیوں کو زندہ در گور کرتے تھے جو نیلی آنکھوں والی یا کالی رنگ کی ہوتیں یا جن کے جسم پر سفید داغ ہوتے تھے یا لنگڑی ہوتیں کیونکہ ان صفات کو عرب میں نحوست کی علامت سمجھتے تھے.[14]

3-غربت وافلاس

بعض عرب وہ تھے جو غربت وافلاس کی وجہ سے اپنی اولاد بالخصوص لڑکیوں کو زندہ دفن کیا کرتے تھے جیسا کہ قرآن میں ہے:وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيرًا-[15]اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے قتل نہ کیا کرو، ہم انہیں بھی رزق دیتے اور تمہیں بھی، بے شک ان کا قتل کرنا بڑا گناہ ہے۔

4-احترام وتوقیر

مشرکین چونکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے، اور ان کا ضمیر یہ گوارا نہیں کرتا تھا کہ ان کی بھی بیٹیاں ہوں، اس لیے اپنی بیٹیوں کو زندہ در گور کرتے تھے۔ علامہ زمخشریؒ اس بارے میں لکھتے ہیں:

> ما حملهم على وأد البنات؟ قلت: الخوف من لحوق العار بهم من أجلهنّ. أو الخوف من الإملاق، كما قال الله تعالى وَلا تَقْتُلُوا أَوْلادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلاقٍ وكانوا يقولون: إن الملائكة بنات الله، فألحقوا البنات به، فهو أحق بهنّ.[16]
>
> اگر آپ یہ پوچھیں کہ بچیوں کو زندہ در گور کرنے کا محرک کیا تھا تو میں کہوں گا کہ اس کے محرک یا تو ان کا باعث عار ہونا یا محتاجی کا خوف تھا جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:۔۔ مشرکین کہتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں ، انہون نے بیٹیوں کو اللہ کے ساتھ ملحق کیا اور اللہ تعالیٰ ہی ان کے زیادہ حقدار ہیں (ان کو قتل کر دیتے تھے تا کہ اللہ کے ہاں پہنچ جائیں۔

5-باندی بنانے کا خوف

عرب کے یہاں سالہا سال لڑائیاں چلتی رہتی تھیں اور جنگ وجدال عرب کے یہاں باعث فخر تھا، جو فریق لڑائی میں غالب آتا، وہ مغلوب کی عورتوں کو اپنا باندی بنالیتا تھا۔ کچھ عرب کو یہ ناخوش گوار معلوم ہوا کہ ان کی عورتیں باندی بنیں

، اس لیے انہوں نے بے عزتی سے بچنے کے لیے خود ہی اپنی بچیوں کو زندہ دفن کرنا شروع کیا تاکہ کل کلاں ان کو ذلت ور سوائی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ علامہ قرطبی اس بارے میں لکھتے ہیں:

> وَكَانُوا يَدْفِنُونَ بَنَاتِهِمْ أَحْيَاءً لِخَصْلَتَيْنِ: إِحْدَاهُمَا كَانُوا يَقُولُونَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ بَنَاتُ اللَّهِ، فَأَلْحَقُوا الْبَنَاتِ بِهِ. الثَّانِيَةُ إِمَّا مَخَافَةَ الْحَاجَةِ وَالْإِمْلَاقِ، وَإِمَّا خوفا من السبي والاسترقاق[17]
>
> عرب اپنی بچیوں کو دو وجوہات کی بناء پر زندہ دفن کرتے تھے: ایک تو اس لیے کہ ان کا گمان تھا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں (العیاذ باللہ) لہذا انہوں نے اپنے اس گمان کے مطابق بچیوں کو زندہ دفن کر کے اللہ کے حوالہ کیا۔ دوسرے محتاجی کے خوف یا باندی وقیدی بنانے کے خوف کی وجہ سے۔

زندہ در گور کرنے طریقے

عہدِ جاہلیت کے جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دو طریقے سے لڑکیوں کو زندہ دفن کرتے تھے:

پہلا طریقہ

یہ تھا کہ جب وضع حمل کا وقت قریب ہوتا تو عورت کے قریب ایک گھڑا کھودا جاتا تھا، جوں ہی عورت اولاد جنتی، اگر وہ بچی ہوتی تو اس کو گھڑے میں ڈال کر اس پر مٹی ڈال دی جاتی تھی۔

دوسرا طریقہ

یہ تھا کہ اگر لڑکی پیدائش کے وقت کسی بھی وجہ سے زندہ بچ جاتی تو پیدائش کے چھٹے یا ساتویں سال اس کے والد اس کو لے جا کر ایک دور کے کنویں میں ڈال کر اپنے کندھوں سے اس کا بوجھ ہمیشہ کے لیے اتار دیتے تھے۔[18]

ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ

عام طور پر یہ مطلق لکھا اور کہا جاتا ہے کہ عہد جاہلیت بچیوں کو زندہ دفن کیا جاتا تھا، حالانکہ مطلق یہ کہنا کئی وجوہ سے غلط ہے:

اولاً : اس لیے کہ بچیوں کو زندہ در گور کرنا صرف چند قبائل کی رسم تھی، پورے عرب میں اس کا تصور نہیں تھا جیسا کہ اوپر گذرا۔

ثانیاً : اس لیے کہ اسلام کے آتے آتے یہ رسم تقریباً مٹ چکی تھی، اگر ایک قبیلہ میں یہ باقی تھی تو دس میں ختم ہو چکی تھی، چنانچہ علامہ قطب شہید لکھتے ہیں:

> وقد بلغت كراهة البنات إلى حد الوأد. ذكر الهيثم بن عدي– على ما حكاه عنه الميداني– أن الوأد كان مستعملاً في قبائل العرب قاطبة، فكان يستعمله واحد ويتركه عشرة.[19]
>
> (عہدِ جاہلیت میں) بچیوں سے نفرت اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ ان کو زندہ دفن کرتے تھے۔ ہیثم بن عدی نے لکھا ہے جیسا کہ میدانی نے نقل کیا ہے کہ

زندہ در گور کرنا قبائل عرب میں عام تھا، اگر ایک قبیلہ اس میں مبتلا تھا تو دس قبیلے اس سے دور تھے۔

ڈاکٹر جواد علی اس بارے میں لکھتے ہیں:

ويذكر الأخباريون أن "الوأد كان مستعملًا في قبائل العرب قاطبة، فكان يستعمله واحد ويتركه عشرة فجاء الإسلام، وقد قل ذلك فيها إلا من بني تميم، فإنهم تزايد فيهم ذلك قبيل الإسلام"[20]

ترجمہ: مؤرخین نے لکھا ہے کہ بچیوں کو زندہ در گور کرنا عرب کے قبائل شائع تھا، اگر ایک اس کو انجام دیتا تھا تو دس اس سے کنارہ کش رہتے تھے۔ اسلام کے آتے عرب میں یہ رسم بہت کم ہو گئی تھی، صرف بنو تمیم میں اسلام سے پہلے یہ رسم بہت زیادہ پھیلی تھی۔

ثالثاً: سب کا اتفاق ہے کہ جس نے سب سے پہلے بچی کو زندہ دفن کیا، وہ قیس بن عاصم ہے اور یہ معلوم ہے کہ قیس بن عاصم 9ھ میں بنو تمیم کے وفد کے ساتھ مدینہ منورہ آیا اور مشرف باسلام ہوا اور آپ کا انتقال پچاس ہجری کے آس پاس ہوا۔[21] اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ یہ رسم بہت عرصے کے لیے نہیں چلی تھی، بلکہ اس کی مدت کم تھی، کیونکہ قیس کی عمر سو سال بھی شمار کی جائے جو کہ نہیں ہے، تب بھی اس رسم بد کی عمر سو سال سے زیادہ نہیں ہو گی۔

رابعاً: اگر تھوڑی دیر کے لیے یہ مان لیا جائے کہ پورے عرب معاشرے میں لڑکی کو زندہ در گور کیا جاتا تھا تو سوال یہ ہے کہ ان کی نسل کیسے چلی؟ حالانکہ ان میں شادی بیاہ کا ہونا ایک مسلمہ تاریخی حقیقت ہے۔

خامساً: اس لیے کہ عہدِ جاہلیت میں جہاں ایسے سفاک لوگ بھی تھے جو اپنی لخت جگر اپنے ہاتھوں سے مٹی میں دفن کرتے تھے اور ٹس سے مس نہیں ہوتے تھے، بلکہ اس کو فخر یہ انداز میں بیان کرتے تھے، وہیں چند فرشتہ صفت انسان بھی تھے جو زرِ فدیہ دے کر بچیوں کو بچا لیتے تھے۔ انسانی جذبہ سے سرشار بچیوں کی زندہ کو تحفظ فراہم کرنے والوں میں زید بن عمرو بن نفیل کا تذکرہ خصوصیت کے ساتھ ملتا ہے کہ اگر اس کو پتہ چلتا کہ فلاں اپنی بیٹی کو زندہ دفن کرنے والا ہے تو اس کے پاس جاتا اور کہتا: اس کو قتل نہ کر، میں اس کی کفالت کروں گا، جب لڑتی بالغ ہوتی تو باپ سے کہتا اگر تو چاہے تو میں اس کو آپ کے حوالہ کروں، ورنہ اس کی نان ونفقہ کی کفالت کرتا رہوں گا۔[22] اسی سلسلے کا ایک نام صعصعہ بن ناجیہ کا ہے جس نے زرِ فدیہ دے کر 360 بچیوں کی زندگیوں کو تحفظ فراہم کیا۔ مشہور شاعر فرزدق اپنے دادا صعصعہ بن ناجیہ کے اس کارنامہ پر فخر کرتے ہوئے کہتے ہیں: وجدی الَّذِي منع الوائدات ... وأحي الوئيد فلم يؤدِ۔[23] "میرے داد وہ ہیں جس نے بچیوں کے زندہ در گور کرنے سے منع کیا، زندہ در گور کی ہوئی بچی کو زندہ کیا اور زندہ دفن نہیں کیا۔"

خلاصہ بحث

خلاصہ کلام یہ کہ اسلام کے ظہور سے پہلے کے زمانہ کو عہدِ جاہلیت کہا جاتا ہے۔ عہدِ جاہلیت میں انسانیت جادہ مستقیم سے ہٹی ہوئی تھی اور کئی ایک گمراہیاں اس میں پائی جاتی تھیں۔ عہد جاہلیت میں جہاں عورت قعرِ مذلت کی اتھاہ گہرائیوں میں پڑی ہوئی تھی، وہیں کچھ کچھ قبائل اس کو زندہ در گور کرنے سے بھی نہیں ہچکچاتے تھے۔ زندہ در کرنے والا پہلا شخص بنو

تمیم کا سردار قیس بن عاصم تھا، بعد میں یہ بری رسم دوسرے قبائل میں بھی پھیلی، لیکن یہ بہت دیر تک نہیں چلی، بلکہ شروع میں بھی اس کے مخالف تھے اور اسلام نے تو اس کو بالکل جڑ سے اکھاڑ دیا۔

References

[1] *Al Nāhl* 16:58

[2] *Al Imrān* 3:154.

[3] *Al Midā* 5:50

[4] *Al Ahzāb* 33 :33.

[5] *Sūrāt ul Fātah* :26.

[6] Abu Dawood , Suleman Bin Ashas Sajistani , *Al Sunun*, (Bairot: Al Maktbul Asria ,Baab Fi Haq ul Mamlook ,V:4, 5157) 340.

[7] Abu Abdullah Mohammd Bin Ismail Bukhari, *Al Sahih* , (Bairot: Dar Tuqul Nijat Misr, Kitab Ul Nikah , Baab Man Qal la Nikah ill Biwli ,v :7 , 5127) 15.

[8] Ali, Al Jundi , *Fi Tāreekh Al Adb –e- Al Jāhili* , (Bairot: Darul Turas , 1991) 8.

[9] Syed Mahmood Shukri Aalosi, *Buloogh –ul- Arab Fi Marif-e- Ahwal-ul-Arāb* , (Bairot: Dar ul Kukubul Ilmia , v:1), 15.

[10] Syed Mahmood Shukri Aalosi , *Būloogh-ul-Arab*, 42.

[11] *Sūrat ul Takveer* , 81:8,9.

[12] Syed Mahmood Shukri Aalosi , *Būloogh-ul-Arāb*, 42.

[13] Dr Jawad Ali, *Al Mufassal Fi Tareekh Alarb Qabl Al Islam*, (Bairot: Darulsaqi Misr , 2001,v: 9), 90.

[14] Ibid, 89.

[15] *Surt Isra* :17:31.

[16] Mahmood Bin Amr, Abul Qasim Jarullah Zamhshri, *Al Kashaf* (Darulkitab Alarbi , v:4, 1407), 708.

[17] Abu Abdullah Mahmood Bin Ahmed Qurtubi, *Al Jami Li Ahkam-e- Al Qurān,* (Bairot: Darulkutb Almisria Qahira, v: 4, 1407), 708.

[18] Abulfazl Ahmed Bin Ali Ibn Hajar Asqalani , *Fathulbari* ,(Bairot: Dar Almarifat, ,kitabuladb ,v:10, 1379), 407.

[19] Syed Qutb , *Fi Zilal Qurān* , (Bairot: Darulshrooq , v:1, 1412), 509.

[20] Al Mufassal Fi Tareekh ul Arab Qābl ul Islām, 19.

[21] Salahudin Khlil Bin Aibak Safdi ,*Alwāfi Bilwafayat* , (Bairot: Dar Ihyaulturas ,2000, v:24), 213.

[22] Al Mufassal Fi Tareekh ul Arab Qabal Islam, 45.

[23] Abulfazl Ahmed Bin Ali Ibn Hajar Asqalani, *Fāthulbāri,* (Bairot: Kitabul Adab , v:10), 407.